اشرف عادلؔ کی غزل گوئی

''الہام سے پہلے'' کے حوالے سے

سہیل سالم

بقول آل احمد سرورؔ:

غزل میں ذات بھی ہے اور کائنات بھی
ہماری بات بھی ہے اور تمہاری بات بھی

اس بات میں شک کی کوئی گنجائش ہی نہیں ہے کہ اردو غزل کا دامن بہت وسیع ہے، اتنا وسیع ہے کہ شاعر انسانی ذات اور کائنات کو ایک ہی شعر میں قید کر سکتا ہے۔اب جہاں تک جموں وکشمیر کے ادبی دبستان کا تعلق ہے یہاں کے شعراء نے بھی اردو ادب کی اس مقبول ترین صنف ''غزل'' کے دامن کو زینت بخشنے میں اہم کردار ادا کیا جن میں اشرف عادل بھی خاص اہمیت کا حامل ہے۔''الہام سے پہلے'' اشرف عادل کا دوسرا شعری مجموعہ ہے جو ایسی ساٹھ غزلوں پر مبنی ہے جو انھوں نے آن لائن مشاعروں میں شرکت کی خاطر کہی ہیں۔انھوں نے غزل کے علاوہ ڈرامے بھی لکھے ہیں۔دبستان کشمیر میں اشرف عادل ایک محترم شاعر کا نام ہے۔شاعری کی

دیگر اصناف کو چھوڑ کر اشرف عادل نے غزل کو ہی اپنے سینے سے لگایا ہے۔ان کی شاعری میں جذبات اور احساسات کے چراغ روشن نظر آتے ہیں۔سماج کا ایک فرد ہونے کی بنا پر جو تجربات اور مشاہدات انہوں نے حاصل کیے ہیں ان ہی کو نہایت سادگی اور پرُ کاری سے شعری پیکر میں ڈھال کر قارئین کے سامنے پیش کیا ہے۔انھوں نے جہاں عصری حالات وصدمات پر بھی نشتر چلائے ہیں وہیں انسان کے درد کو اپنا درد محسوس کر کے تیرگی کے مختلف پیکروں کے خلاف آواز بھی اٹھائی ہے:

جہانِ عشق میں ہلچل مچانے آیا ہوں
نگاہ یار میں دنیا بسانے آیا ہوں
مجھے خبر ہے اندھیروں کا ہے سفر مشکل
تمہاری رات میں مشعل جلانے آیا ہوں

اشرف عادلؔ نے جہاں ارض وسما کی حقیقتوں اور بیرونی کرب کو چن چن کر شعروں میں پرویا ہے، وہیں تیز رفتار زندگی کی تلخیوں کو بھی کریدنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔گردو پیش کے ماحول میں سانس لے کر انھیں یہ یقین ہوتا ہے کہ ایک نئ زندگی کا آفتاب جلد طلوع ہونے والا ہے کیونکہ اپنے ماحول کی شکست وریخت، رسہ کشی اور انسانیت کو لہولہان دیکھ کر بے چین ہو جاتے ہیں۔جب وہ معاشرے میں مکروفریب، انسانیت کی ناقدری، دھوکہ اور جھوٹ کی پذیرائی کو دیکھتے ہیں تو اس طرح اپنے احساسات کا اظہار کرتے ہیں:

وقت بے وقت محبت میں سیاست کرنا
تم نے سیکھا ہے فقط دل کی تجارت کرنا
روشنی جن کی اندھیروں سے کرے یارانہ

ان چراغوں سے میرے دوست بغاوت کرتا

اشرف عادلؔ کی شاعری کی ایک اہم خصوصیت یہ بھی ہے کہ ان کی شاعری میں امید کے تارے زندگی کو روشن کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔آپ موسموں کے خوف سے فرار حاصل نہیں کرنا چاہتے بلکہ تیز آندھی میں بھی چراغ جلانے کا عزم رکھتے ہیں۔انسانی زندگی کا بیشتر حصہ عموماً حادثات پر مشتمل ہوتا ہے۔کچھ حادثات ایسے ہوتے ہیں کہ جن کا اثر انسان کے دل و دماغ پر اس طرح حاوی ہو جاتا ہے کہ زندگی کی صورت بگڑ جاتی ہے۔ایسی صورت حال ان کی شاعری میں بالکل صاف طور پر دکھائی دیتی ہے۔اشرف عادلؔ کے یہاں خلوص، ہمدردی اور انسانیت کی بے وقت موت ایک دردناک حادثہ ہے۔انھوں نے اپنے اس درد کو شعری پیکر میں بہت ہی خوبصورتی کے ساتھ ڈھالا ہے:

موتی جو چشمِ تر میں سنبھالے کہاں گئے
وہ آہ و زاری اور وہ نالے کہاں گئے
بھرتے رہے ہیں زہر خیالات میں فقط
جو سانپ آستین میں پالے کہاں گئے
پھولوں کے شہر سے وہ مسافر کہاں گیا
ہاتھوں کے زخم پاؤں کے چھالے کہاں گئے

اشرف عادلؔ کا کلام قارئین کو ایک سے زیادہ سطحوں پر سوچنے پر مجبور کرتا ہے۔ ان کے کلام کی پہلی قرآت ہمیں یہ احساس دلاتی ہے کہ انہوں نے ہمارے وجود میں اتر کر ہمارے درد و کرب کی ترجمانی کی ہے۔یہاں ایک ایسی دنیا سے واسطہ پڑتا ہے جس میں ہمارے درد کا دریا بہتا ہوا نظر آتا ہے۔درد کی وہ قوت جس

میں تمام حواس شامل ہوتے ہیں۔ان کے یہاں بدرجہ اتم پائے جاتے ہیں اور یہی درد ایک نئی فکر کو جنم دیتا ہے جہاں پہنچ کر پڑھنے والا کھو سا جاتا ہے اور اس کے ذہن ودل میں صدا کے ساتھ ساتھ درد وغم کی تمام صورتیں بھی ابھرنے لگتی ہیں۔اشرف عادلؔ کا شاعرانہ شعور فطری اور پختہ ہے۔عصری حالات کے تمام اسرار و رموز سے مزین ان کی غزلوں پر جدیدیت کا اثر بھی نمایاں نظر آتا ہے۔لیکن ان کی شاعری خالص روایت پسندی، قدامت پرستی اور خواب وخیال کی رنگین دنیا پر مبنی نہیں، بلکہ نئی تہذیب اور نئی زندگی کے نشیب فراز اور رشتوں کی پامالی کی عکاس بھی ہے۔بقول ڈاکٹر الطاف انجم

> ''اشرف عادل نے اپنے اچھوتے اور منفرد انداز میں جہاں داخلی کشاکش کو موثر پیرایہ بیان عطا کیا ہے وہیں خارجی سطح پر کشت وخون کی گرم بازاری کے نوحہ کو بھی اپنی تخلیقی بھٹی میں تاپ کر کندن بنایا ہے۔ان کے یہ اشعار دیر تک اور دور تک یاد رکھیں جائیں گے''۔
>
> (ماہنامہ تحریر نو، اپریل ۲۰۱۷۔ص ۸)

غور کریں تو عہد حاضر کی المناک صورت حال کی عکاسی کرتے ہوئے ان کے یہ شعر قاری کو عرش کی بلندی سے لے کر فرش کی پستی کے محاکاتی عمل سے روبرو کراتے ہیں:

ہر اک مکیں کو ہے دعوی یہاں خدائی کا
ہجوم دل سے نکل آیا آشنائی کا
بٹھک رہا ہے وہی شخص دشت وصحرا میں
غرور جس کو تھا ہر وقت رہنمائی کا

شاعر کا کمال یہی ہے کہ ہر خیال کو خوبصورت الفاظ کا ایسا لباس پہنائے کہ معنی اور مفاہیم کی ایک دلکش دنیا آباد ہو جائے۔ ایام اضطراب اور مشکل حالات میں بھی اپنے جذبات پر قابو رکھنا اور زخمی آنکھوں سے کٹھن حالات میں چین وسکون کے خواب دیکھنا آسان نہیں ہوتا۔ البتہ اشرف عادلؔ کی شاعری ہمیں راحت اور چین و سکون کی دنیا سے بھی آشنا کراتی ہے۔ یہ شاعری ہمیں ویرانی اور دہشت کے ویرانے سے نکال کر ایسی دنیا میں لے جاتی ہے جہاں زندگی لہراتی اور بل کھاتی نظر آتی ہے۔ جہاں کی ہر چیز حسین، دلکش اور دلفریب نظر آتی ہے۔ ان کی شاعری میں محبت، شرافت اور صداقت اپنے جوبن پر نظر آتی ہیں:

نفرتوں کی کوئی آواز نہ پہنچے مجھ تک
گیت الفت کے محبت کے سنانا مجھکو
میرے عیوب کی تشہیر نہ ہونے دینا
اپنی رحمت کے حجابوں میں چھپانا مجھکو
رب مرے نام نہ انسان کا بدنام کروں
آدمیت کے لبادے میں چھپانا مجھکو

اشرف عادلؔ کے زیر مطالعہ شعری مجموعہ ''الہام سے پہلے'' میں زبان صاف ستھری اور نکھری ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ یہاں جذبات واحساسات کی صورت مسخ نہیں ہوتی بلکہ اور زیادہ نکھر کر سامنے آتی ہے۔ اشرف عادلؔ نے اپنے قلم کی آنکھیں کھلی رکھی ہیں۔ انہوں نے اپنے دور کے درد وکرب، غم وخوشی اور انسانی زندگی کی بے شمار الجھنوں کو شعری لباس عطا کیا ہے۔ ان کے کئی طنزیہ اشعار عہد حاضر کی خرابیوں کو آشکار کراتے ہوئے انسانیت کی خدمت کا درس دیتے ہیں۔ ان کی شاعری

نا آسودہ زندگی اور اخلاقی قدروں کا المیہ بھی پیش کرتی ہے اور ساتھ ہی انسانی بے حسی اور بے مروتی کی سچی تصویریں بھی ظاہر کرتی ہے۔ انہوں نے اپنے تخلیقی شہہ پاروں سے اردو ادب کے تاج محل کو مزید روشنی بخشی ہے نیز ان کا شعری اثاثہ قاری کی رہنمائی کا فریضہ بھی ادا کرتا ہے۔

☆☆☆

تبصرے

ادارے کو موصول ہوئی چند کتابوں/رسالوں
پر لکھے گئے تعارفی تبصرے